اداریہ

سہ ماہی تحقیقی مجلّہ نور معرفت کا 67 واں شمارہ پیش خدمت ہے۔ اس شمارے کا پہلا مقالہ " قرآن کے متن پر مستشرقین کے تبصروں کا تنقیدی جائزہ" کے عنوان سے، تمام مسلمانوں کے اس اتفاقی عقیدے کا دفاع کرتا ہے کہ قرآن کریم ایک وحیانی کتاب ہے جس کا متن، کسی بشر کا کلام نہیں ہے۔ یہ کلامِ الٰہی ہے جو وحی کے ذریعے سرکار رسالت مآب ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ یہ مقالہ اس پس منظر میں لکھا گیا ہے کہ بعض مستشرقین نے اپنی تحقیقات میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن کا متن، عینِ وحی نہیں؛ بلکہ یہ قرآن سے ماقبل مقدس متون سے اقتباس شدہ ایک ایسی کتاب ہے جو اپنی تدوین میں کئی بشری عوامل سے متاثر ہوئی ہے۔

یہ مقالہ ثابت کرتا ہے کہ مستشرقین نے جس روش کے تحت قرآن کے متن کے بارے میں تحقیقات انجام دی ہیں، بذاتِ خود وہ روش ہی باطل ہے جسے عہدین کے متن پر تو لاگو کیا جاسکتا ہے، قرآن کے متن پر نہیں۔ مقالہ نگار کے مطابق، قرآن کے متن کے بارے میں مستشرقین کی تحقیقات اور مطالعات سے نہ فقط قرآن کی وحیانی حیثیت مخدوش نہیں ہوتی، بلکہ مزید مستحکم ہوتی ہے۔

موجودہ شمارے کا دوسرا مقالہ " سیکھنے کی ماہیت پر نظرِ ثانی-اہمیت اور ضرورت " کے عنوان کے تحت، تعلیم و تربیت کے شعبے میں ایک کلیدی پیغام کا حامل ہے۔ دراصل، سیکھنا، ایک ایسا عمل ہے جو زندگی کے آغاز سے لے کر اختتام تک انجام پاتا ہے۔ اس مقالے کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ سیکھنے کے عمل کو بیان کرنے والی معاصر درجہ بندیاں Taxonomies، سیکھنے کے جو اہداف و نتائج Learning Outcomes ترتیب دیتی ہیں، ان پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ حدبندیاں، انسان کی تخلیق کے غائی ہدف سے غفلت کا شکار ہیں۔ لہٰذا سیکھنے کے عمل کی ماہیت کا گہرا فہم حاصل کرنے کے بعد اس کا ایک جامع طریقہ کار وضع کیا جانا چاہیے تاکہ انسان سیکھنے کے عمل کے نتیجے میں اپنی تمام وجودی صلاحیتوں کو پروان چڑھاسکے اور اپنی زندگی کے حقیقی مقصد کی جانب بڑھ سکے۔

تیسرے مقالے کا عنوان، "جدید اسلامی تہذیب کی تشکیل میں علمیات کی اہمیت اور کردار" ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق، عالمِ اسلام کے مفکرین، علماء اور فلسفیوں کے لئے ایک پریشان کن مسئلہ یہ ہے کہ مسلم دنیا کے پاس ایک عظیم علمی اور ثقافتی میراث موجود ہے، یہ قیمتی زمینوں اور ذخائر کے مالک ہیں، ان کے پاس نوجوان افرادی قوت موجود ہے، لیکن اس سب کچھ کے باوجود یہاں جدید اسلامی تہذیب کی تشکیل نہیں ہو پائی۔ بالآخر یہ کیسے ممکن ہے؟ جن مفکرین نے اس مسئلہ کا راہ حل نکالنے کی کوشش کی ہے، ان میں سے علامہ اقبال ایک منفرد شخصیت ہیں۔

مقالہ نگار نے علامہ اقبال کے خطبات کی روشنی میں اسی حل کی وضاحت فرمائی ہے۔ ان کے مطابق، یہاں علامہ

اقبال نے جو جامع حکمت عملی پیش کی ہے، اس کا سب سے اہم ترین رکن، نظریہ علم ہے۔ دراصل، ہر دور میں۔ علمیات تمام علوم پر حاکم رہتی ہے اور انسانی تفکر و تعقل کی تاریخ، اس کے نظریہ علم کے گرد گھومتی ہے۔ لہٰذا علامہ محمد اقبال نے عالمِ اسلام میں علمیات کی اصلاح کا نظریہ پیش کیا ہے۔ مقالہ نگار نے یہاں علامہ اقبال نے نکتہ نظر سے اُس جامع علمیات کے عمدہ خدّوخال اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

چوتھے مقالے کا عنوان "امام مہدیؑ کے بارے میں جاوید احمد غامدی کے نظریے کا تحلیلی جائزہ" ہے۔ مقالہ کے مطابق، تمام مسلمانوں میں بالاتفاق امام مہدی(ع) کے ظہور کا عقیدہ پایا جاتا ہے جو قرآن اور احادیث صحیحہ سے استنباط شدہ ہے۔ لیکن اکیسویں صدی میں جناب جاوید احمد غامدی اس نظریے کی تردید کرتے ہوئے، اسے ایک بے بنیاد نظریہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں بطور کلی تین دلائل پیش کیے ہیں: ایک، یہ کہ امام مہدی(ع) کا ذکر قرآن میں نہیں آیا۔ دوسری، یہ کہ امام مہدی(ع) کے بارے میں جو روایات نقل ہوئی ہیں، یہ سب من گھڑت اور موضوع ہیں۔ اور تیسری، یہ کہ اس باب میں جو روایات صحیح ہیں، ان کا مصداق عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

مقالہ نگار نے غامدی صاحب کے نظریے کا خود اُن کے قابل قبول اصولوں کی بنیاد پر تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ان کے مطابق، غامدی صاحب کا موقف، قرآن کریم کے خلاف ہونے کے علاوہ، صریح اور متواتر نصوص کے بھی خلاف ہے۔ نیز عقلی لحاظ سے بھی، یہ خلاف عقل ہے۔ اس ضمن میں مقالہ نگار نے تفصیلی دلائل کی روشنی میں یہ تینوں دعوے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور قرآن و سنت اور عقل و استدلال سے ایسے شواہد پیش کیے ہیں جو غامدی صاحب کے موقف کی سستی کو برملا کرتے ہیں۔

سہ ماہی نور معرفت کے موجودہ شمارے کا پانچواں مقالہ، عربی زبان میں **"تأثير الافتراضات المسبقة على الفهم نظرة مقارنة بين الهرمنيوطيقا وأصول الفهم العقلائية"** ہے۔ یہ مقالہ دراصل، اس موضوع پر بحث کرتا ہے کہ کسی متن/نص سے کیسے درست فہم حاصل کیا جائے۔ کیونکہ Hermeneutics کا دعویٰ یہ ہے کہ متون گویا صامت اور خاموش ہوتے ہیں۔ یہ قاری ہی ہوتا ہے جو اپنے پیشگی ادراکات کے پس منظر میں متون کو معانی عطا کرتا ہے۔ اس کے برعکس، متن فہمی کا رائج نظریہ یہ ہے کہ کسی بھی متن سے، فہمِ متن کے عقلائی اصولوں کے مطابق اخذ شدہ مطلب ہی درست اور حتمی ہوتا ہے۔

مقالہ نگار نے اس مقالے میں گاڈامر Hans-Georg Gadamer کے اس نظریہ کا تفصیلی جائزہ لیا ہے کہ انسان کے پیشگی ادراکات، اس کے متون سے فہم میں نہ فقط مانع نہیں، بلکہ لازم و ضروری بھی ہیں۔ نیز یہ کہ انسان کسی بھی متن کے فہم اپنے تاریخی اور سماجی ادراکات کی تاثیر سے نہیں بچ سکتا۔ تاہم، مقالہ نگار کے

مطابق، کسی متن سے ادراک کے حصول کے حوالے سے گاڈامر کا یہ نظریہ، علمِ اصول الفقہ کے "ظہورِ نوعی" کی اساس پر متن سے مفہوم اخذ کرنے کے نظریہ کے ساتھ کئی حوالوں سے ناسازگار ہے۔ کیونکہ اصول فقہ، فہمِ متن کے ایسے اصول پیش کرتا ہے جو قاری کے پیشگی ادراکات اور اس کے فردی تمایلات کو متن سے معنی کے فہم پر اثرانداز ہونے سے روکتے ہیں۔

بطور کلی، یہ مقالہ متن سے معنی کے اخذ میں قاری پر اثرانداز پیشگی ادراکات کو مثبت اور منفی، دو قسم کے ادراکات میں تقسیم کرتا ہے اور مدعی ہے کہ متن کے درست اور صائب معنی تک پہنچنے کے لئے ان دونوں قسم کے پیشگی ادراکات کے درمیان توازن برقرار رکھنا ضروری ہے۔ یہ مقالہ یہ رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے کہ قاری یہ توازن ایجاد کرنے کے لئے کیا اسٹریٹیجی اپنائے۔

اس شمارے کا آخری مقالہ انگریزی زبان میں Unilateral Economic Sanctions and their Impacts on Human Rights: Case Study of US Sanctions on Iran کے عنوان سے مزین ہے۔ مقالہ کے مطابق، "یکطرفہ پابندیاں" بین الاقوامی قانون کا ایک اہم موضوع ہیں۔ دراصل، ان پابندیوں کے حامیوں کی دلیل یہ ہے کہ یہ جنگجو اور متعصب ریاستوں کو بین الاقوامی نظام میں عدم استحکام پیدا کرنے سے روکتی ہیں۔ جبکہ متقابل موقف یہ ہے کہ یہ پابندیاں، بین الاقوامی قانون اور انسانی حقوق سے متصادم ہیں۔

پیشِ نظر مقالہ میں اسلامی انقلاب کے بعد ایران پر عائد کی جانے والی یکطرفہ پابندیوں کا جائزہ لیتا ہے۔ مقالہ کے مطابق، اگرچہ جے سی پی او اے کے بعد ایران پر اقوام متحدہ کی طرف سے عائد پابندیاں ہٹا دی گئیں، تاہم امریکہ کی جانب سے یہ پابندیاں برقرار ہیں اور ان میں وقتاً فوقتاً شدت اور اضافہ بھی ہوتا رہا ہے۔ مقالہ میں ان وجوہات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی بنیاد پر ایران، امریکہ کی طرف سے ان پابندیوں کی زد میں ہے۔ مقالہ میں جس نکتہ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، وہ ایران پر امریکی پابندیوں کی کامیابی اور ناکامی، نیز ایرانی عوام پر ان پابندیوں کے اثرات کا جائزہ لینا ہے۔ آخر میں، ایران پر امریکی پابندیوں کے خود امریکہ پر اثرات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ آیا ان پابندیوں نے مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی پوزیشن کو مستحکم کیا ہے یا پھر ان نتیجہ برعکس ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مجلّہ نورِ معرفت کا موجودہ شمارہ بھی، ہمارے قارئین کی علمی پیاس بجھانے کا بہترین سامان فراہم کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ و ما توفیقی الا باللہ

مدیر مجلّہ،
ڈاکٹر محمد حسنین